کشمیری مسلمانوں پر ظلم وستم کا سلسلہ بند ہونے تک کسی قسم کی تجارت، دوستی اور ''مذاق رات'' (مذاکرات) کی حامی نہیں بھرنی چاہیے۔ دنیائے انسانیت کے سامنے بھارتی مظالم بالکل عیاں کر دینے چاہئیں۔

''اقوام متحدہ'' تو سپر پاورز کا پٹھو ہے۔ مسلمانوں کے حق میں اس کا کام صرف بے جان قرارداد پاس کرنے کے سوا کچھ نہیں؛ ہمیں اسلامی ممالک کی تنظیم .O.I.C کو تقویت دینے کی کوشش کرنا اور اسلامی ممالک کے حالیہ فوجی اتحاد کے سامنے اس مسئلے کو اٹھانا چاہیے۔ کشمیری حریت پسندوں کی صرف ''اخلاقی'' اور ''سفارتی'' حمایت پر اکتفا کرنے کے بجائے ان کے ہاتھوں کو تقویت دینی چاہیے۔ نیز بھارتی لابی کی دہشت گردی کی بیخ کنی کے لیے آپریشن ضرب عضب کو پورے خلوص وجرأت کے ساتھ جاری رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ بھاری مینڈیٹ کی حکومت کو توفیق اور ہمت سے ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی دہشت گردوں کے گریبان پکڑنے میں کامیابی عطا کرے۔ بعض بااثر دشمنانِ ملک وملت کے ناروا استثناء کے علاوہ مجموعی طور پر اب تک کے اقدامات قابل تعریف ہیں۔ اس کارروائی کے دوران متعدد مواقع پر بعض سیاسی عناصر نے حکومت کے لیے مشکلات پیدا کرنے کی دیدہ ودانستہ کوششیں کیں۔ اور حکومت کے بعض عاقبت نااندیش اقدامات اور حماقتوں کے ذریعے دشمنانِ امن وسلامتی کو انارکی پھیلانے کی راہ ہموار کرنے کا موقع بھی میسر آیا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ان حماقتوں پر قوم سے معافی مانگ کر آگے کا ہر قدم راست سمت میں اٹھایا جائے۔

ان تمام مسائل سے جان چھڑانے کی کوششوں میں ہمیشہ اللہ رب العالمین کی نصرت پر تکیہ کرنا لازمی ہے، جس کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا نہیں ہے۔ جناب وزیراعظم صاحب کو رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر پاناما لیک جیسے کیسوں کی قانون کے مطابق پیروی کرنا چاہیے اور اگر کوئی جرم سرزد ہوا ہے، تو اس کی سزا بھی خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔ کسی پر بھی سیاسی مخالفت یا سپر پاورز کی رضاجوئی کے لیے ظلم نہیں کرنا چاہیے۔ یقیناً ''حکومت کفر کے ساتھ تو قائم رہ سکتی ہے؛ لیکن ظلم کے ساتھ نہیں''۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو، آمین

درس قرآن مجید

تراث رحمانی در فوائد قرآنی

ڈاکٹر اسماعیل محمد امین

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ○ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ○﴾ [البقرة ٦٥-٦٦]

ترجمہ: ''اور بلاشبہ تم ان لوگوں کو جان چکے ہو، جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے، پس ہم نے ان سے کہا: ذلیل بندر بن جاؤ۔ پس ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے جو ان کے سامنے تھے اور جو ان کے پیچھے تھے، عبرت کا سامان اور پرہیزگاروں کے لیے ایک نصیحت بنا دیا۔''

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر

سلسلہ کلام بنی اسرائیل کے عہد، ان کی عہد شکنی اور اس کی سزاؤں کے حوالے سے جاری ہے۔

زیر تفسیر آیات میں اللہ تعالیٰ نے احکام یوم ہفتہ سے متعلق بنی اسرائیل کی مخالفتوں اور شرعی پابندیوں کو توڑنے کا تذکرہ فرمایا، جس کی وجہ سے انہیں دنیا میں ہی سخت عذاب اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ﴾ میں و عاطفہ ان کی سابقہ مخالفتوں پر عطف ہے۔ لَقَدْ میں لام قسم کی تمہید ہے، جو تاکید کا معنی دیتا ہے۔ قَدْ بھی تحقیق اور تاکید ہے۔ پس اس جملے میں تین مؤکدات آئی ہیں: مقدر قسم، لام تاکید اور حرف تحقیق۔ اس کی تقدیری عبارت ہے: واللّٰہِ لَقَدْ علمتمْ آیت کے مخاطب دورِ نبوت کے یہود ہیں۔ فعل عَلِمَ کسی ذات کی معرفت کے لیے آتا ہے، تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ اور کسی چیز کے احوال کے بارے میں یقین حاصل ہونے کے معنی میں آتا ہے، تو افعال قلوب میں سے ہوتا ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں دونوں معنوں کا احتمال ہے، یعنی تمہیں ان کے احوال کا یقینی علم ہے اور تمہیں ان افراد کے بارے میں بھی مکمل معرفت حاصل ہے۔ اِعْتِدَاء شرعی حدود سے تجاوز کرنے اور پامال کرنے کو کہتے ہیں۔

﴿السبت﴾ لغت میں سَبَتَ یَسْبُتُ سے مصدر ہے، جو آرام، راحت اور سکون پانے کو کہا جاتا ہے۔ اسی سے سونے والے کو مسبوت کہتے ہیں۔ ﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○﴾ [النبأ] ''ہم نے تمہاری نیند کو جسمانی راحت

وسکون کا باعث بنایا۔'' امام طبریؒ اسی معنی کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ امام ابن الجزریؒ، قرطبیؒ اور شوکانیؒ کے نزدیک السبت کے اصل معنی: القطع (کاٹنا) ہیں۔ سَبَتَ شَعْرَهُ: بال منڈائے۔ نَعْلٌ سِبْتِيَّةٌ: مدبوغة بالقرظ محلوقة الشعر (پیلو کے پتوں سے دباغت دے کر بال صاف کیا گیا جوتا)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین چھ دنوں میں پیدا فرمائے اور ہفتہ کو مخلوقات کی پیدائش سے فارغ ہو گئے۔

بروزِ ہفتہ یہود کی زیادتی یہاں اجمالاً آئی ہے اور سورۃ الاعراف میں قدرے تفصیل آئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات سے مزید تفصیل حاصل ہوتی ہے، جن کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یوم ہفتہ بنی اسرائیل کے لیے عبادت کا دن مختص فرمایا اور اس کی تعظیم کی خاطر شکار وغیرہ سے منع فرمایا۔ وہ ساحل سمندر پر ایک بستی میں تھے اور مچھلیوں پر گزارہ کرتے تھے۔ امتحان الٰہی سے ہفتہ کے دن مچھلیاں زیادہ آتیں اور باقی ایام میں نہیں آتی تھیں۔ انہوں نے حیلہ کر کے ساحل پر گڑھے کھودے، ہفتہ کے دن ان میں مچھلیاں آتیں تو ان کا راستہ بند کرتے تھے۔ پھر اتوار کے دن پکڑتے تھے۔ یا جمعہ کے دن سمندر میں جال نصب کرتے اور ہفتہ کو پھنسی ہوئی مچھلیاں اتوار کو نکال لیتے۔

جب انہوں نے حیلہ بازی سے حکم عدولی کی تو حکم دیا: ﴿كونوا قِرَدَةً﴾ قِرْدٌ کی جمع ہے۔ اور اس کی جمع قُرُوْد بھی آتی ہے۔ قِرْدَةٌ واحد مؤنث ہے اس کی جمع قُرُوْدٌ آتی ہے۔

﴿خاسئين﴾ خاسِئٌ کی جمع ہے اس کے معنی: جسے اس کے مطلوب سے دور رکھ کر ذلیل کیا جائے؛ جیسے کتے کو مار کر دور بھگایا جاتا ہے۔ شاعر نے کہا: كالكلبِ إن قلتَ له اخسأ انخسأ اس کتے کی طرح مذموم جسے کہا جائے: ذلیل ہو کر دور ہو جا، تو دور ہو جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ﴾ [الملك ٤]، ﴿اِخْسَئُوا فِيهَا﴾ [المؤمنون ١٠٨] زیر تفسیر آیت میں ﴿خاسئين﴾ ﴿قردةً﴾ کی صفت ہے (ذلیل بندر) یا ﴿كونوا﴾ کی دوسری خبر ہے (بندر بن جاؤ، ذلیل ہو جاؤ) یا ﴿كونوا﴾ کی ضمیر کا حال ہے (ذلیل ہو کر بندر بن جاؤ)

﴿فجعلناها﴾ ضمیر ها کے مرجع سے متعلق کئی اقوال ہیں: (۱): القرية (اس بستی کو عبرت بنایا) جیسے فرمایا: ﴿وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ﴾ [الأعراف] (۲): العقوبة (سزا کو) (۳): قردة (مسخ شدہ بندروں کو) (۴): الأمة المعتدية (مجرم امت کو) عبرت کا نشان بنایا۔

﴿نكالا﴾ جعلنا بمعنی صيرنا کا مفعول ثانی ہے۔ نکال، نَكَّلَ تَنْكِيلًا سے مصدر ہے۔ اس سزا کو کہتے ہیں

جس کے بعد مجرم دوبارہ ارتکاب نہیں کرتا۔ النّکل والأنکال اس بیڑی کو کہتے ہیں جس سے قیدیوں اور جانوروں کے پیر باندھے جاتے ہیں۔ جانور کی لگام کو بھی النّکل، النّکل کہا جاتا ہے۔

﴿لما بین یدیها وما خلفها﴾ ان ضمیروں کے مرجع میں کئی اقوال ہیں: (۱): القریة یعنی یہ اور آس پاس کی بستیاں، (۲): زندہ بچے ہوئے لوگ اور جنہیں یہ خبر پہنچی۔ (۳): پہلے گزرے ہوئے لوگ اور بعد میں پیدا ہونے والے؛ لیکن اس میں اشکال ہے: واقعہ رونما ہونے سے پہلے والوں کے لیے عبرت کیسے بنا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ غالبًا فرمانِ الٰہی کی مخالفت پر اس طرح کی عقوبت کا ذکر پہلی کتب میں موجود تھا، تو یہ پڑھنے والوں کے لیے عبرت ہے۔ (۴): اس سزا سے پہلے انہوں نے جو گناہ کیے اور اس واقعہ کے بعد جن گناہوں کا ارتکاب ہوگا ان سب کے لیے عبرت ہے۔

﴿وموعظةً للمتقین﴾ وَعَظَ یَعِظُ سے وَعْظ، موْعِظَة مصدر ہے، اس کے معنی خیر کی نصیحت اور یاددہانی ہے یا عذاب سے ڈرانا ہے۔ [الطبري، القرطبي، ابن عطية، ابن كثير، ابن الجوزي، الشوكاني، السعدي، ابن العثيمين]

آیات مبارکہ سے مستنبط فوائد:

فائدہ نمبر۱: ان آیات میں نبی آخر الزمان ﷺ کے زمانے میں یہود کی زجر و توبیخ ہو رہی ہے، کہ اگر وہ اپنے آبا واجداد کی روش پر قائم رہتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار کریں تو انہیں بھی ذلت و رسوائی اور عذاب آخرت سے دوچار ہونا پڑے گا، جیسے کہ ان کے اسلاف بدترین عذاب میں مبتلا ہوئے۔ جو بھی دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے بچنا چاہے اسے باپ دادا کی روش چھوڑ کر آخری نبی ﷺ پر مکمل ایمان لانا پڑے گا۔ [الطبري، ابن العثيمين]

فائدہ نمبر۲: بروزِ ہفتہ شکار سے منع کیا گیا تو بنی اسرائیل نے مختلف حیلوں سے اس کی مخالفت کی، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عبرتناک سزا دی۔ پس اللہ پاک کی حرام کردہ چیز کی حرمت کو کسی طرح بھی پامال کرنا انتہائی سنگین جرم ہے۔

''حیلہ'' اپنانا ہی صریح حرام کے ارتکاب سے سخت تر جرم ہے؛ کیونکہ انہوں نے نافرمانی کے ساتھ دھوکہ دہی بھی کی۔ اسی لیے منافقت کفر سے زیادہ خطرناک ہے۔ دین میں حیلہ اختیار کرنے والوں کے بارے میں ایوب السختیانیؒ فرماتے ہیں: ''یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بچوں کی طرح دھوکہ دیتے ہیں۔ اگر وہ حرام کا واضح ارتکاب کرتے تو حیلہ کے جرم سے کمتر ہوتا۔'' امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح میں کتاب الحِیَل کے اندر حیلہ باز فقہاء پر خوب رد فرمائی ہے۔ حافظ ابن القیمؒ نے دینی مسائل میں حیلہ بازی کی صورتوں اور اس کے خطرات پر اعلام الموقعین [۳/۱۴۴-۴/۱۴۴]

اور إغاثة اللهفان میں سیر حاصل بحث کی ہے۔

انتہائی افسوسناک بات ہے کہ اگر ہم یہود کے حرام چربی کو پگھلا کر بیچ کھانے وغیرہ حیلوں کا کتب فقہ میں مذکور حیلوں سے موازنہ کریں تو اِن مسلمانوں کے حیلے اُن یہودیوں کے حیلوں سے ملتے جلتے پاتے ہیں، جنہیں رب ذوالجلال نے بندر اور خنزیر بنایا تھا۔ ابن کثیرؒ نے امام ابن بطہؒ کی سند جید سے حدیث ابی ھریرہؓ بیان کی ہے: قال رسولُ اللهِ ﷺ "لا ترتكبوا ما ارتكبتِ اليهودُ فتحِلُّوا محارمَ اللهِ بأدنى الحِيَلِ" "وہ کام مت کرو جو یہود نے کیا، ورنہ تم بھی اللہ کی حرام کردہ چیزیں معمولی حیلوں سے حلال کرلوگے۔"

شیخ عبدالسلام بھٹوی نے متعدد فقہی حیلوں کی نشاندہی کی ہے جو بعض مسلمان فقہاء نے اسلام کے فرائض سے جان چھڑانے کے لیے ایجاد کیے ہیں۔ دیکھیے [الأعراف ۱۶۳] انہی گناہوں کی وجہ سے مسلمان انتہائی ذلت ورسوائی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ مسلمان ان مغضوب علیہم کی طرح فرقہ بندی چھوڑ کر کتاب الٰہی وسنت نبویہ کی پابندی کریں۔ اسی صورت میں امت مسلمہ کی عظمت رفتہ بحال ہوگی۔ [ابن كثير، ابن العثيمين، تفسير بهتوى]

فائدہ نمبر۳: زیرتفسیر آیتوں میں مشہور قاعدہ "الجزاء من جنس العمل" کی دلیل بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ سے گناہ کے مطابق سزا دیتا ہے۔ چونکہ یہودی ہفتہ کے روز مچھلیاں جالوں اور گڑھوں میں پھنساتے اور اتوار کو اپنے ہاتھوں سے پکڑتے تھے۔ بظاہر ان کا یہ عمل جائز لگتا، لیکن حقیقت میں حرام تھا؛ اس لیے انہیں بندر بنا دیا، جو بظاہر انسانی شکل کی طرح ہے، لیکن حقیقت میں ایک حقیر جانور رہے۔ [ابن كثير، ابن العثيمين]

فائدہ نمبر۴: جب بنی اسرائیل حد شرعی سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل بندر بننے کا حکم دیا: ﴿كُونوا قردةً خاسئين﴾ تو سب مجرم ایک ہی لمحے میں بندر بن گئے۔ اس میں عظیم ترین قدرتِ الٰہیہ کی دلیل ہے۔ [ابن العثيمين] اسی طرح اس قصے میں امتحانِ الٰہی کی خاطر مچھلیوں کو الہام کرکے ہفتے کے دن سطح سمندر پر لانے اور دیگر دنوں میں اوجھل کرنے کی قدرت الٰہیہ کا اظہار بھی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں کو یہ احساس دلایا ہے کہ جمعہ کے دن قیامت برپا ہوگی؛ اس لیے سب جانور اس دن ڈرتے رہتے ہیں۔ [ابن عطية]

فائدہ نمبر۵: ﴿فقلنا لهم كونوا﴾ سے صفت کلام الٰہی بھی ثابت ہوتی ہے۔ [ابن العثيمين]

فائدہ نمبر۶: زیرتفسیر آیات کے واقعے کی تفصیل الأعراف میں آرہی ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض سورتوں کے

اسالیب مختلف ہونے کی وجہ سے ایک مضمون اجمالا بیان ہوتا ہے، اور کسی دوسری سورت میں یہی بات تفصیلاً وارد ہوتی ہے۔ یہ تفسیر القرآن بالقرآن کی واضح مثال ہے، جو تفسیر کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔

فائدہ نمبر۷: سورۃ الاعراف میں ہے کہ ہفتہ کے احکام الٰہی کے حوالے سے ساحلی علاقے کے بنی اسرائیل تین گروہوں میں بٹ گئے تھے: (۱): جنہوں نے نافرمانی کا ارتکاب کیا، وہ بالاتفاق بندر بن گئے۔

(۲): مصلحین کی جماعت جنہوں نے مجرموں کو منع کیا اور باز نہ آنے پر ان کا بائیکاٹ بھی کیا، وہ بالاتفاق اس عذاب سے بچ گئے۔

(۳) مصلحت پسندوں کی جماعت جن سے یہ گناہ سرزد نہیں ہوا، لیکن وہ مجرموں کو روکنے کے بجائے الٹا تبلیغ کرنے والوں سے کہتے تھے کہ جب یہ لوگ مانتے نہیں تو انہیں روکنے کا تکلف کیوں کرتے ہو؟! اس گروہ کے انجام سے متعلق علماء کے تین اقوال ہیں:

(ا) امام قرطبی وشوکانی وغیرہ کہتے ہیں: برائی سے نہ روکنے کی وجہ سے وہ بھی ہلاک ہوئے۔ بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں پیش آیا تھا۔ اور قرآن مجید میں تصریح ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی برائی سے نہ روکنے والوں پر لعنت پڑی تھی۔ ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ﴾ [المائدة ۷۸-۷۹]

(ب) شیخ عبدالرحمٰن السعدی کی رائے ہے کہ تیسرا گروہ اس عذاب سے بچ گیا تھا؛ کیونکہ امر بالمعروف نہی عن المنکر' فرض کفایہ ہے۔ ایک گروہ نے یہ فرض ادا کیا تو باقی اس سے بری ہو گئے۔ کیونکہ یہ گروہ مجرموں سے نفرت کرتے تھے؛ بلکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرنے یا سخت عذاب دینے والا ہے۔ ﴿لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۝﴾ [الأعراف ۱٦٤]

(ج) اس گروہ کے عذاب میں مبتلا ہونے یا بچنے کے بارے میں قرآن مجید میں سکوت ہے، لہٰذا ہمیں اس بارے میں سکوت ہی اختیار کرنا چاہیے۔ [القرطبي، الشوكاني، السعدي في تفسير الآيات في سورة الأعراف، ابن العثيمين]

فائدہ نمبر۸: زیر تفسیر آیات سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے مجرم بندر کی شکل میں مسخ ہوئے۔ کیا موجودہ بندر ان کی نسل سے ہیں؟ امام قرطبیؒ نے دو اقوال پیش کیے ہیں: **(ا)** امام ابوبکر ابن العربیؒ وغیرہ کے نزدیک ان کی نسلیں

تا حال موجود ہیں۔ لیکن انہوں نے مشتبہ اور محتمل قرائن سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے، جو درج ذیل ہیں:

حدیث: "فُقِدَتْ أمّةٌ مِن بني إسرائيلَ لا يُدرىٰ ما فعلتْ وإني لا أراها إلا الفأرَ إذا وضع لها ألبانُ الإبلِ لم تشربْ وإذا وضع لها ألبانُ الشاءِ شرِبتْ" [البخاري ح:٣٣٠٥، مسلم ح:٦١ (٢٩٩٧)]

"بنی اسرائیل کی ایک جماعت گم ہوئی، اس کی حالت کا کوئی پتہ نہ چلا۔ میرا خیال ہے کہ یہ چوہوں کے سوا کوئی نہیں؛ کیونکہ ان کے لیے اونٹنی کا دودھ رکھا جائے تو نہیں پیتی اور اگر بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتی ہیں۔" [مسلم ۵۰۱۵]

"نبی کریم ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے نہیں معلوم شاید یہ گوہ ان جانوروں میں سے ہو جنہیں مسخ کیا گیا ہے۔" ان حدیثوں میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ مسخ شدہ جانوروں کی نسل تا حال موجود ہو۔ کیونکہ پہلی حدیث میں گم ہونے کا ذکر ہے نہ کہ مسخ۔ ثانیاً دونوں روایتوں میں نبی کریم ﷺ نے بالجزم بیان نہیں فرمایا؛ بلکہ احتمال کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ اسی لیے علماء کہتے ہیں: یہ نبی ﷺ کی اجتہادی رائے تھی؛ بعد میں آپ ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع فرمایا گیا کہ بنی اسرائیل کی مسخ شدہ جماعت بندر یا خنزیر کی شکل میں مسخ ہوئی تھی۔ پھر اگر گوہ مسخ شدہ جانور ہوتا تو آپ ﷺ قطعاً اپنے دسترخوان پر کھانے کی اجازت نہ دیتے۔

قال عمروٌ: رأيتُ في الجاهليةِ قِرَدَةً اجتمعَ عليها قِرَدَةٌ قد زنتْ فرجَمُوها فرجمتُ معهم" [البخاري ح:٣٨٤٩] تابعی عمروؒ بن میمون کہتا ہے: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندرنی کو دیکھا جس پر دوسرے بندر اکٹھے ہو گئے تھے، اس نے زنا کیا تھا تو دوسرے بندروں نے اسے سنگسار کیا، تو میں نے بھی ان کے ساتھ اسے سنگسار کیا۔"

اس روایت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ وہ بندر ان مسخ شدہ بندروں میں شامل تھے، جنہیں مسخ کیا گیا تھا۔ لیکن جمہور علماء نے اس استدلال کو باطل قرار دیا ہے۔ حتی کہ امام حمیدیؒ وغیرہ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ صحیح بخاری کے تمام نسخوں میں نہیں ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس کی خوب تردید کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اسے ضعیف کہنا غلط ہے۔ اور یہ روایت بخاری کے اکثر معتمد نسخوں میں موجود ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ بندروں کے رجم کرنے سے ان کا مسخ شدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ ممکن ہے کہ ان بندروں کو گزشتہ دور کے مسخ شدہ بندروں سے زنا کی شرعی سزا کا علم ہو گیا ہو۔ پھر بندروں میں نقل کرنے اور سیکھنے کا ملکہ دوسرے جانوروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ نیز یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے کہ بندروں میں غیرت بھی دیگر جانوروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے وہ پاکباز انسانوں کی طرح دوسرے سے جنسی

تعلق قائم نہیں کرتے۔ حافظ ابن عبد البرؒ کہتے ہیں: بشرط ثبوتِ قصہ ممکن ہے کہ یہ بندروں کی شکل میں جنات ہوں؛ کیونکہ وہ مکلّف ہیں اور ان میں مختلف اشکال اختیار کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے علماء کے جوابات ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ رجم کرنے والوں کا ان ممسوخ بندروں کی نسل ہونا ضروری نہیں، کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اس نے زنا کی نفرت بندروں کی فطرت میں ڈال دی ہوگی۔

ابو عبیدہ نے کتاب الخیل میں امام اوزاعیؒ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ ایک گھوڑے کو جفتی کے لیے لایا گیا، اس نے گھوڑی کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گیا اور آمادہ نہ ہوا۔ لوگوں نے وجہ معلوم کی تو پتہ چلا کہ یہ اس گھوڑے کی ماں تھی۔ مجبوراً انہوں نے گھوڑی کو تاریک کمرے میں لے جا کر اگلے حصے کو ڈھانپ لیا، پھر گھوڑے کو بھیجا تو اس نے جفتی کی؛ لیکن اس کے بعد آگے جا کر گھوڑی کو سونگھنے لگا۔ پھر اس نے اپنے عضوِ تناسل کو دانتوں سے کاٹ کاٹ کر ختم کیا۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: جب یہ احساس اور غیرت گھوڑے میں موجود ہو، تو بندر اس سے بڑھ کر حساس ہوتا ہے۔ لہٰذا موجودہ بندروں کو بنی اسرائیل کے مسخ شدہ بندروں کی نسل کہنا قرین قیاس نہیں۔

ان تمام قرائن سے بڑھ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث حجت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا موجودہ بندر اور سؤر مسخ شدہ اقوام کی نسل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "**إنّ اللّٰهَ عزوجلَّ لمْ يُهلكْ قومًا أو يعذبْ قومًا فيجعلَ لهم نسلًا، وإنّ القردةَ والخنازيرَ كانوا قبلَ ذلكَ**" [مسلم ۳۲-۳۳(۲۶۶۳)]

دوسری روایت میں ہے کہ مسخ شدہ بندر تین دن بعد ہلاک ہوئے تھے۔ [القرطبي، فتح الباري ۷/ ۲۰۳- ۲۰۴]

فائدہ نمبر۹: ان آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم گروہ حقیقی بندر بن گئے تھے۔ مجاہد بن جبر سے ثابت ہے کہ وہ لوگ حقیقت میں بندر نہیں بنے تھے، بلکہ ان کے عادات وخصائل بندر جیسے ہوگئے تھے۔ یہ شاذ رائے سیاقِ قرآنی اور جمہور اہل علم کے مخالف ہے اور اس سے منکرین معجزات کے شبہات کو تقویت مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ﴿قردة﴾ فرمایا ہے جو بندر کے معنی میں حقیقت ہے، اور واضح قرینے کے بغیر اسے مجازی معنی پر محمول کرنا درست نہیں۔ [الطبري، ابن كثير، كيلاني]

فائدہ نمبر۱۰: نصوصِ شریعت سے واضح ہے کہ یہود پر ہفتہ کے دن کی تعظیم فرض کرنا اور انہیں امتحان میں مبتلا کرنا ان کی مخالفت کی عادت کی وجہ سے تھا۔ جیسے کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿انّما جُعِلَ السّبتُ على الّذين اختلفوا فيه وانّ

ربک لیحکم بینهم یوم القیامة فیما کانوا فیه یختلفون ○﴾ [النحل ۱۲٤] حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم دنیا میں سب سے آخر میں آئے ہیں، لیکن کل قیامت کے دن سب سے سبقت لے جائیں گے۔'' پھر اس سبقت کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے اہل کتاب پر جمعہ فرض کیا تھا، لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ پس اللہ نے ہمیں جمعہ کی طرف ہدایت بخشی، پس دوسرے لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں: یہود نے ہفتہ اور نصاریٰ نے اتوار مقرر کیا۔'' [البخاري ۸۷٦] حدیث حذیفہؓ مرفوعاً: ''أضلَّ اللّٰهُ عن الجمعة مَن کان قبلَنا'' [مسلم ۱۹۷۹] یعنی ہمیں جمعہ کے بارے میں ہدایت عطا فرمائی، پہلوں کو غلطی میں رکھا۔

مذکورہ نصوص میں اہل کتاب کے اختلاف کے بارے میں علماء سے متعدد اقوال وارد ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جمعہ کا دن ہی مقرر فرمایا تھا؛ لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ نے ہفتہ کے دن کوئی چیز پیدا نہیں کی، اس لیے ہمارے لیے ہفتہ کا دن مقرر کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہی دن مقرر فرمایا۔

بنی اسرائیل کا یہ اختلاف کوئی انوکھی بات نہیں، بلکہ یہ ان کی طبیعت تھی۔ جیسے ان آیتوں میں اشارہ ہے:

﴿ادخلوا الباب سجدًا وقولوا حطةٌ، سمعنا وعصینا﴾ [الطبري. فتح الباري ۲/٤٥۲]

فائدہ نمبر ۱۱: ﴿فجعلناها نکالا لما بین یدیها وما خلفها﴾ معلوم ہوا کہ کسی قوم کی نافرمانی کی سزاؤں میں دوسروں کے لیے عبرت ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی نافرمانی یا تکذیب کرنے والوں کے قصے بار بار دہرائے ہیں۔ اور اس کی حکمت یہی بیان فرمائی ہے: ﴿لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِی الْأَلْبَابِ ○﴾ [یوسف ۱۱۱] اسی طرح شرعی حدود وقصاص کے نفاذ میں مجرم سمیت پورے معاشرے کے لیے عبرت ہے: ﴿وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰٓا أُولِی الْأَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○﴾ [البقرة ۱۷۹] پس دانا وسعادت مند وہی ہے جو دوسروں کے لیے عبرت نہ بنے؛ بلکہ دوسروں سے عبرت اور نصیحت حاصل کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: والسعیدُ مَن وُعِظَ بغیرِه. [مسلم ۲٦٤٥]

فائدہ نمبر ۱۲: ﴿وموعظةً للمتقین﴾ مذکورہ المناک قصہ اور دوسرے دردناک واقعات تمام مکلفین کے لیے نشانِ عبرت ہیں، لیکن بصد افسوس اس سے اکثر لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ہاں پرہیزگار ضرور عبرت حاصل کرتے ہیں اور یقیناً یہی لوگ ہی عقل مند ہیں۔ اسی لیے فرمایا: ''پرہیزگاروں کے لیے وعظ'' المواعظ وہ باتیں جن میں دوسروں کے